کلمہ طیبہ پر ایمان لانے کا مقصد

برادران اسلام - اس سے پہلے دو خطبوں میں آپ کے سامنے کلمۂ طیبہ کا مطلب بیان کر چکا ہوں۔

آج میں اس سوال پر بحث کرنا چاہتا ہوں کہ اس کلمہ پر ایمان لانے کا فائدہ اور اسکی ضرورت کیا ہے۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ آدمی دنیا میں جو کام بھی کرتا ہے کسی نہ کسی غرض اور کسی نہ کسی فائدے کے لیے کرتا ہے - بے غرض، بے مقصد، بے فائدہ کوئی کام نہیں کیا کرتا - آپ پانی کیوں پیتے ہیں؟ اسلیے کہ پیاس بجھے - اگر پانی پینے کے بعد بھی آپ کا وہی حال رہے جو پینے سے پہلے ہوتا ہے تو آپ ہرگز پانی نہ پییں، کیونکہ یہ ایک بے نتیجہ کام ہوگا - آپ کھانا کیوں کھاتے ہیں؟ اسلیے کہ بھوک رفع ہو اور آپ میں زندہ رہنے کی طاقت پیدا ہو - اگر کھانا کھانے اور نہ کھانے کا نتیجہ ایک ہی ہو تو آپ یہی کہینگے کہ یہ بالکل ایک فضول کام ہے - بیماری میں آپ دوا کیوں پیتے ہیں؟ اسلیے کہ بیماری دور ہو جائے اور تندرستی حاصل ہو - اگر دوا پی کر بھی بیمار کا وہی حال ہو جو دوا پینے سے پہلے تھا تو آپ یہی کہینگے کہ ایسی دوا پینا بیکار ہے - آپ زراعت میں اتنی محنت کیوں کرتے ہیں؟ اسلیے کہ زمین سے غلہ اور پھل اور ترکاریاں پیدا ہوں - اگر بیج بونے پر بھی زمین سے کوئی چیز نہ اگتی تو آپ ہل چلانے، اور تخم ریزی کرنے اور پانی دینے میں اتنی محنت ہرگز نہ کرتے - غرض آپ دنیا میں جو کام بھی کرتے ہیں اس میں ضرور کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے - اگر مقصد حاصل ہو تو آپ کہتے ہیں کہ کام ٹھیک ہوا - اگر مقصد حاصل نہ ہو تو آپ کہتے ہیں کہ کام ٹھیک نہیں ہوا۔

اس بات کو ذہن میں رکھیے اور میرے ایک ایک سوال کا جواب دیتے جائیے - سب سے

پہلا سوال یہ ہے کہ کلمہ کیوں پڑھا جاتا ہے؟ اس کا جواب آپ اس کے سوا اور کچھ نہیں دیسکتے کہ کلمہ پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ کافر اور مسلمان میں فرق ہو جائے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ فرق ہونے کا کیا مطلب ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ کافر کی دو آنکھیں ہوتی ہیں تو مسلمان کی چار آنکھیں ہو جائیں؟ یا کافر کا ایک سر ہوتا ہے تو مسلمان کے دو سر ہو جائیں؟ آپ کہینگے کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے۔ فرق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کافر کے انجام اور مسلمان کے انجام میں فرق ہو۔ کافر کا انجام یہ ہے کہ آخرت میں وہ خدا کی رحمت سے محروم ہو جائے اور ناکام و نامراد رہے۔ اور مسلمان کا انجام یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی اسے حاصل ہو اور آخرت میں وہ کامیاب اور بامراد رہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ جواب آپ نے بالکل ٹھیک دیا۔ مگر مجھے یہ بتائیے کہ آخرت کیا چیز ہے؟ آخرت کی ناکامی و نامرادی سے کیا مطلب ہے؟ اور وہاں کامیاب اور بامراد ہونے کا مطلب کیا ہے؟ جب تک میں اس بات کو نہ سمجھ لوں، اُس وقت تک آگے نہیں بڑھ سکتا۔

اس سوال کا جواب آپ کو دینے کی ضرورت نہیں۔ اس کا جواب پہلے ہی دیا جا چکا ہے کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ۔ یعنی دنیا اور آخرت دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ ایک ہی سلسلہ ہے جس کی ابتدا دنیا ہے، اور انتہا آخرت ہے۔ ان دونوں میں وہی تعلق ہے جو کھیتی اور فصل میں ہوتا ہے۔ آپ زمین میں ہل جوتتے ہیں، پھر بیج بوتے ہیں، پھر پانی دیتے ہیں، پھر کھیتی کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ فصل تیار ہو جاتی ہے، اور اس کو کاٹ کر آپ سال بھر تک مزے سے کھاتے رہتے ہیں۔ آپ زمین میں جس چیز کی کاشت کرینگے اسی کی فصل تیار ہوگی۔ گیہوں بوئینگے تو گیہوں پیدا ہوگا۔ کانٹے بوئینگے تو کانٹے ہی پیدا ہونگے۔ کچھ نہ بوئینگے تو کچھ نہ پیدا ہوگا۔ ہل چلانے اور بیج بونے اور پانی دینے، اور کھیتی کی رکھوالی کرنے میں جو غلطیاں اور کوتاہیاں آپ سے ہونگی ان سب کا برا اثر آپ کو فصل کاٹنے کے موقع پر معلوم ہوگا۔ اور

اگر آپ نے یہ سب کام اچھی طرح کیے ہیں تو ان کا فائدہ بھی آپ فصل ہی کاٹنے کے وقت دیکھینگے۔
بالکل یہی حال دنیا اور آخرت کا ہے۔ دنیا ایک کھیتی ہے۔ اس کھیتی میں آدمی کو اسلیے بھیجا گیا ہے کہ اپنی محنت اور اپنی کوشش سے اپنے لیے فصل تیار کرے۔ پیدائش سے لے کر موت تک کے بعد آدمی کو اس کام کی مہلت دی گئی ہے۔ اس مہلت میں جیسی فصل آدمی نے تیار کی ہے ویسی ہی فصل وہ موت کے بعد دوسری زندگی میں کاٹے گا۔ اور پھر جو فصل وہ کاٹے گا اسی پر آخرت کی زندگی میں اس کا گذر بسر ہوگا۔ اگر کسی نے عمر بھر دنیا کی کھیتی میں اچھے پھل بوئے ہیں، اور ان کو خوب پانی دیا ہے، اور انکی خوب رکھوالی کی ہے، تو آخرت کی زندگی میں جب وہ قدم رکھے گا تو اپنی محنت کی کمائی ایک سرسبز و شاداب باغ کی صورت میں تیار پائیگا اور اسے اپنی اس دوسری زندگی میں پھر کوئی محنت نہ کرنی پڑیگی بلکہ دنیا میں عمر بھر محنت کر کے جو باغ اس نے لگایا تھا اسی باغ کے پھلوں پر وہ آرام سے زندگی بسر کریگا۔ اسی چیز کا نام جنت ہے اور آخرت میں بامراد ہونے کا یہی مطلب ہے۔ اسکے مقابلے میں جو شخص اپنی دنیا کی زندگی میں کانٹے اور کڑوے کسیلے، زہریلے پھل بوتا رہا ہے، آخرت کی زندگی میں انہی کی فصل اسے تیار ملے گی۔ وہاں پھر اسکو دوبارہ اتنا موقع نہیں ملیگا کہ اپنی اس حماقت کی تلافی کر سکے اور اس خراب فصل کو جلا کر دوسری اچھی فصل تیار کر سکے۔ پھر تو اسکو آخرت کی ساری زندگی اسی فصل پر بسر کرنی ہوگی جسے وہ دنیا میں تیار کر چکا ہے۔ جو کانٹے اس نے بوئے تھے انہی کے بستر پر اسے لیٹنا ہوگا، اور جو کڑوے کسیلے، زہریلے پھل اس نے لگائے تھے وہی اسکو کھانے پڑینگے۔ یہی مطلب ہے آخرت میں ناکام و نامراد ہونے کا۔

آخرت کی یہ شرح جو میں نے بیان کی ہے، حدیث اور قرآن سے یہی شرح ثابت ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ آخرت کی زندگی میں انسان کا نامراد یا بامراد ہونا، اور اس کے انجام کا اچھا یا برا ہونا دراصل نتیجہ ہے دنیا کی زندگی میں اسکے علم اور عمل کے صحیح یا غلط ہونے کا۔

یہ بات جب آپ نے سمجھ لی تو ساتھ ہی ساتھ یہ بات بھی خود بخود سمجھ میں آجاتی ہے کہ مسلمان اور کافر

سے انجام کا فرق یونہی بلا وجہ نہیں ہو جاتا۔ دراصل انجام کا فرق آغاز ہی کے فرق کا نتیجہ ہے۔ جب تک دنیا میں مسلمان اور کافر کے علم و عمل کے درمیان فرق نہ ہوگا، آخرت میں بھی ان دونوں کے انجام کے درمیان فرق نہیں ہو سکتا۔ یہ کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ دنیا میں ایک شخص کا علم اور عمل وہی ہو جو کافر کا علم اور عمل ہے، اور پھر آخرت میں وہ اس انجام سے بچ جائے جو کافر کا انجام ہوتا ہے۔

اب پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کلمہ پڑھنے کا مقصد کیا ہے؟ پہلے آپ نے اس کا جواب یہ دیا تھا کہ کلمہ پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ کافر کے انجام اور مسلمان کے انجام میں فرق ہو۔ اب انجام اور آخرت کی جو تشریح آپ نے سنی ہے، اسکے بعد آپ کو اپنے جواب پھر غور کرنا ہوگا۔ اب آپ کو یہ کہنا پڑیگا کہ کلمہ پڑھنے کا مقصد دنیا میں انسان کے علم اور عمل کو درست کرنا ہے تاکہ آخرت میں اس کا انجام درست ہو۔ یہ کلمہ انسان کو دنیا میں وہ باغ لگانا سکھاتا ہے جسکے پھل آخرت میں اسکو توڑنے ہیں۔ اگر آدمی اس کلمہ کو نہیں مانتا تو اسکو باغ لگانے کا طریقہ ہی معلوم نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ باغ لگائیگا کس طرح، اور آخرت میں پھل کس چیز کے توڑیگا؟ اور اگر آدمی اس کلمہ کو زبان سے پڑھ لیتا ہے، مگر اس کا علم بھی وہی رہتا ہے جو نہ پڑھنے والے کا علم تھا، اور اس کا عمل بھی ویسا ہی رہتا ہے جیسا کافر کا عمل تھا، تو آپ کی عقل خود کہدیگی کہ ایسا کلمہ پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے شخص کا انجام کافر کے انجام سے مختلف ہو۔ زبان سے کلمہ پڑھ کر اس نے خدا پر کوئی احسان نہیں کیا ہے کہ باغ لگانے کا طریقہ بھی وہ نہ سیکھے، باغ لگائے بھی نہیں، ساری عمر کانٹے ہی بوتا رہے، اور پھر بھی آخرت میں اسکو پھلوں سے لدا ہوا لہلہاتا باغ مل جائے۔ جیسا کہ میں پہلے کئی مثالیں دیکر بیان کر چکا ہوں، جس کام کے کرنے اور نہ کرنے کا نتیجہ ایک ہو وہ کام فضول اور بے معنی ہے۔ جس دوا کو پینے کے بعد بھی بیمار کا وہی حال رہے جو پینے سے پہلے تھا، وہ دوا حقیقت میں دوا ہی نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح اگر کلمہ پڑھنے والے آدمی کا علم اور عمل بھی وہی کا وہی رہے جو کلمہ نہ پڑھنے والے کا ہوتا ہے تو ایسا کلمہ پڑھنا محض بے معنی ہے۔ جب

دنیا ہی میں کافر اور مسلم کی زندگی میں فرق نہ ہوا تو آخرت میں انکے انجام میں فرق کیسے ہو سکتا ہے؟

اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ وہ کونسا علم ہے جو کلمۂ طیبہ انسان کو سکھاتا ہے، اور اس علم کو سیکھنے کے بعد مسلمان کے عمل اور کافر کے عمل میں کیا فرق ہو جاتا ہے؟ دیکھیے! پہلی بات جو اس کلمہ سے آپ کو معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ اللہ کے بندے ہیں اور کسی کے بندے نہیں ہیں۔ یہ بات جب آپ کو معلوم ہوگئی تو خود بخود آپ کو یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ آپ جس کے بندے ہیں، دنیا میں آپ کو اسی کی مرضی کے مطابق عمل کرنا چاہیے کیونکہ اسکی مرضی کے خلاف اگر آپ چلینگے تو یہ اپنے مالک سے بغاوت ہوگی۔ اس علم کے بعد دوسرا علم آپ کو کلمہ سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ بات جب آپ کو معلوم ہوگئی، تو اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی آپ کو خود بخود معلوم ہوگئی کہ اللہ کے رسول نے دنیا کی کھیتی میں کانٹوں اور زہریلے پھلوں کے بجائے پھولوں اور میٹھے پھلوں کا باغ لگانا جس طرح سکھایا ہے اسی طرح آپ کو باغ لگانا چاہیے۔ اگر آپ اسی طریقہ کی پیروی کرینگے تو آخرت میں آپکو اچھی فصل ملیگی۔ اور اگر اس کے خلاف عمل کرینگے تو دنیا میں کانٹے بوئینگے اور آخرت میں کانٹے ہی پائینگے۔

یہ علم حاصل ہونے کے بعد لازم ہے کہ آپکا عمل بھی اس علم کے مطابق ہو۔ اگر آپکو یقین ہے کہ ایک دن مرنا ہے، اور مرنے کے بعد پھر ایک دوسری زندگی ہے، اور اس زندگی میں آپکو اسی فصل پر گذر کرنا ہوگا جسے آپ زندگی میں تیار کر کے جائینگے، تو پھر یہ ناممکن ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طریقہ اختیار کر سکیں۔ دنیا میں آپ کھیتی باڑی کیوں کرتے ہیں؟ اسی لیے کہ آپ کو یقین ہے کہ اگر کھیتی باڑی نہ کی تو غلہ پیدا نہ ہوگا، اور غلہ نہ پیدا ہو تو بھوکے مر جائینگے۔ اگر آپکو اس بات کا یقین نہ ہوتا اور آپ یہ سمجھتے کہ کھیتی باڑی کے بغیر ہی غلہ پیدا ہو جائیگا، یا غلہ کے بغیر بھی آپ بھوک سے بچ جائینگے، تو ہرگز آپ کھیتی باڑی میں یہ

محنت نہ کرتے - بس اسی پر اپنے حال کو بھی قیاس کر لیجیے - جو شخص زبان سے کہتا ہے کہ خدا کو میں اپنا مالک، اور رسولِ پاک کو خدا کا رسول مانتا ہوں اور آخرت کی زندگی کو بھی مانتا ہوں، مگر عمل اس کا قرآن کی تعلیم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے، اسکے متعلق یہ سمجھ لیجیے کہ درحقیقت اس کا ایمان کمزور ہے - اسکو جیسا یقین اپنی کھیتی میں کاشت نہ کرنے کے برے انجام کا ہے، اگر ویسا ہی یقین آخرت کی فصل تیار نہ کرنے کے برے انجام کا بھی ہو، تو وہ کبھی اس کام میں غفلت نہ کرے - کوئی شخص جان بوجھ کر اپنے حق میں کانٹے نہیں بوتا - کانٹے وہی بوتا ہے جسے یہ یقین نہیں ہوتا کہ جو چیز بو رہا ہے اس سے کانٹے پیدا ہونگے اور وہ کانٹے اسکو تکلیف دینگے - آپ جان بوجھ کر اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارہ نہیں اٹھاتے - کیونکہ آپکو یقین ہے کہ یہ جلا دیگا - مگر ایک بچہ آگ میں ہاتھ ڈال دیتا ہے، کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم نہیں ہے کہ اسکا انجام کیا ہوگا -

---